تقریر بابت خدام الاحمدیہ
وقت 5-7 منٹ

٭٭٭ تقریر ٭٭٭

اسلام، محمد رسول اللہ ﷺ کا مدرسہ ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:31)

ترجمہ: محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اِسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ "اسلام، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ ہے" ہے۔

آپؓ نے یہ الفاظ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست 1919ء میں اُس وقت مدرسہ احمدیہ قادیان اور تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کے طلبہ اور اساتذہ کو مخاطب ہو کر بیان فرمائے جب وہ موسمِ گرما کی رخصتوں پر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ آپ انجمن کے ماتحت چلنے والے مدرسہ اور اسکول سے ملنے والی رخصتوں پر جا رہے ہیں جن میں آپ نہ پڑھائی کریں گے اور نہ مدرسہ کے قواعد و ضوابط کے آپ پابند ہوں گے لیکن آپ تمام طلبہ و اساتذہ ایک اور ایسے مدرسہ کے بھی طالب علم ہیں جو اسلام کے نام سے موسوم ہے جس کے پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس کے اصول اور قواعد و ضوابط وہ احکام خداوندی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ اسلام کے اِس مدرسہ، اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں کوئی رخصت نہیں۔ نہ نماز میں رخصت ہے، نہ تلاوتِ قرآن میں، نہ حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد کی ادائیگی میں اور نہ دیگر امور میں۔ ہاں اس مدرسہ سے تب رخصت ملے گی جب تم وفات پا کر اِس سے الگ ہو جاؤ گے پھر سوتے رہنا جب تک ہو سکے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفصیل میں فرماتے ہیں:

"ہر ایک مدرسہ کے لیے جُدا جُدا ہیڈ ماسٹر ہیں۔ پس تمہیں چھٹی مدرسہ احمدیہ یا تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جو پڑھائی ہوتی ہے اُس سے ملتی ہے لیکن **اسلام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ ہے۔** اُس کے احکام سے چھٹی نہیں ملتی۔ اِس مدرسہ کے بانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں .... یہ کالج جو ہے یہ کسی انجمن کے سپرد نہیں اس کے پہلے پرنسپل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپ کو بھی اِس کے قواعد بنانے میں کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس کے تمام اصول و قواعد و احکام، خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ پس اس کالج کے پرنسپل کو بھی یہ اتھارٹی حاصل نہیں کہ وہ اس کے اُصول و قواعد میں تغیّر کر سکے کیونکہ اس کے اُصول و قواعد تمام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ فروعی باتوں میں اِن خدائی اُصول کے ماتحت خدا کے رسول کچھ کر سکتے ہیں مگر اُصول میں نہیں۔ پس اِن احکام میں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ پہلے پرنسپل تھے کچھ تغیّر کر سکتے تھے نہ مسیح موعود کو یہ اختیار تھا کہ وہ ان احکام کو بدل سکیں اور بالآخر اسلامی شریعت کے انتظام کے ماتحت خلیفہ کی بھی ایک بڑی پوزیشن ہوتی ہے اِس کو بھی اس کا اختیار نہیں کہ وہ کچھ کمی و بیشی کر سکے اور ایک انچ اِن احکام سے اِدھر اُدھر ہو جائے بلکہ جس طرح تم پابند ہو شریعت کے، ہر

ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم کے اِسی طرح خلیفہ بھی پابند ہے۔ اس کو جو درجہ حاصل ہے وہ محض یہ ہے کہ ان احکام پر لوگوں کو چلائے۔ اُسے یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ بدل دے۔ یہ ورثہ اس کو اعلیٰ حکّام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے ملا ہے پس اِس مدرسہ کے قانون اَور رنگ رکھتے ہیں۔ تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ چھٹیاں مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی اسکول سے ہیں۔ اسلام کے مدرسہ سے چھٹی نہیں ہوئی اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔ ان چھٹیوں میں اجازت ہے کہ تم اپنے سبقوں کو چھوڑ دو۔ مگر یہ نہیں کہ نمازوں کو بھی چھوڑ دو۔ یہ اجازت ہے کہ اپنے اوقات کو کھیل کود میں صَرف کرو۔ مگر یہ اجازت نہیں کہ بداخلاقی اور آوارگی اختیار کرو اور پھر یہ بھی اجازت ہے کہ اگر کوئی گھنٹی بجے تو تم مدرسہ میں نہ جاؤ لیکن یہ نہیں کہ مسجدوں میں گھنٹی (آذان مراد ہے۔ مرتب) ہو تو نہ جاؤ۔

یہ کام جاری رہیں گے۔ ان میں بھی ایک رخصت ہوتی ہے مثلاً ظہر کے بعد عصر تک کے وقفہ میں چھٹی ہے۔ عصر سے مغرب تک۔ مغرب سے عشاء تک اور عشاء سے صبح تک اور اس کا یہ دور ایک دو مہینہ یا سال دو سال کے بعد پورا نہیں ہوتا بلکہ جب تک تم طبعی عمر کا دور پورا کر کے خدا کے حضور جاؤ گے تب وہ رخصت تمہیں مل جائے گی اور پھر وہ رخصت ایسی ہو گی جو کبھی منقطع نہ ہو گی۔ اس محنت کے بعد تمہیں آرام ملے گا یہ چھٹیاں جو ہوتی ہیں اُن میں کوئی شخص ذمہ داری نہیں لے سکتا کہ تم بیمار نہ ہو گے یا تمہارا کوئی عزیز قریب بیمار نہ ہو گا لیکن اس یونیورسٹی کا مالک یعنی خدا ذمہ لیتا ہے کہ وہ جو چھٹیاں دے گا ان میں تم آرام ہی آرام پاؤ گے اور تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

بس اس بات کو یاد رکھو کہ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی چھٹیاں اور اس اسلام کے مدرسہ کی چھٹیاں دونوں مختلف ہیں اور مختلف اوقات میں آتی ہیں۔ تمہیں جو چھٹی ہو گی وہ ان مدارس سے ہو گی لیکن اس سے نہیں ہے کہ اخلاقی تعلیم کو فراموش کر دو۔ شریعت کے احکام بُھلا دو۔ والدین کی فرمانبرداری چھوڑ دو۔ زبان اور ہاتھ اور جسم کو بدی سے نہ روکو۔

سنا ہے کہ بعض لڑکے چھٹیوں میں نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور آوارہ ہو جاتے ہیں۔ اِن کو سوچنا چاہیے کہ چھٹیاں تو ہوئی ہیں مگر کس مدرسہ میں۔ اسلام کے مدرسہ سے ایسی انہیں چھٹی نہیں ملی۔ اس کی چھٹی کا وقت تو موت کے وقت آتا ہے۔ یہ چھٹیاں تو ایسی ہیں کہ ان کے بعد زیادہ پڑھنا پڑے گا اور ان چھٹیوں میں بھی دو ایک گھنٹہ محنت کرنی پڑے گی۔ مگر ان چھٹیوں کے بعد تمہارے لئے کوئی محنت و مشقت نہیں ہو گی۔ آرام ہی آرام ہو گا پھر ان چھٹیوں میں ذمہ داری نہیں لی جاتی کہ تم ضرور آرام ہی کرو گے۔ مگر خدا کے ہاں یہ ذمہ داری لی جاتی ہے کہ تم ضرور آرام ہی پاؤ گے۔ پس مَیں طالب علموں اور مدرسوں کو نصیحت کرتا ہوں کیونکہ بعض مدرس بھی گھروں میں جا کر سُست ہو جاتے ہیں۔ باہر جا کر تم بتادو کہ قادیان میں رہ کر تعلیمِ دین نے تم میں کیا تغیّر پیدا کر دیا ہے۔"

(الفضل 12 اگست 1919ء)

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کے عنوان میں تین الفاظ قابلِ غور ہیں یعنی نمبر 1 اسلام نمبر 2 حضرت محمدؐ اور نمبر 3 مدرسہ۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اِس کے معانی امن اور سلامتی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:20) کہ یقیناً دین، اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام کو لانے والے ہیں۔ محمدؐ کے معانی ہیں جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ (محمد:3) کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اُتارا گیا اور وہی اُن کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے۔

آج کے عنوان میں تیسرا لفظ "مدرسہ" ہے۔ جس پر زور دینا مقصود ہے۔ کیونکہ ساری تقریر کا دارومدار اِسی لفظ پر ہے۔ مدرسہ ایک اسلامی اصطلاح ہے جو بنیادی تدریس گاہ کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے ماں کی گود کو بھی مدرسہ کہا گیا ہے یا مدرسہ کو ماں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسلام میں مدرسہ میں ابتدائی طور پر قرآن و حدیث پڑھائی جاتی رہی۔ زمانے کی ضروریات کے پیشِ نظر آہستہ آہستہ دیگر علوم بھی پڑھائے جانے لگے۔ ماڈرن دَور میں اِسے اسکولز، انسٹیٹیوٹز، کالجز اور یونیورسٹیز کا نام دے دیا گیا۔ کسی نے مدرسہ کو ایسا کارخانہ قرار دیا ہے جہاں خام مال کو بھٹیوں سے گزار کر کُندن بنا کر کارآمد اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ اِسی طرح مدرسہ بھی ناپختہ دماغوں کو ایک مضبوط سوچ عطا کرتا ہے۔ آج کل مسلم ایشیائی دُنیا میں مدرسہ کا غلط استعمال ہو رہا ہے اور ناپختہ دماغوں کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے کے لیے دہشت گردی کی تعلیم دیتے ہیں۔ احمدیوں کے بہیمانہ قتل میں بھی ایسے ہی مدرسوں سے فارغ التحصیل طلبہ ملوث ہوتے ہیں جن کو جنت کی ترغیب دی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو بچے ابتدائی مرحلہ میں مدرسہ میں بٹھائے جاتے ہیں اُن کے لئے اَور کتابیں ہوتی ہیں اور پھر جب اچھی طرح حروف شناس ہو جاتے ہیں تو پھر اَور کتابیں اُن کو دی جاتی ہیں اور پھر جب استعداد اُس سے بھی بڑھ جاتی ہے تو دوسری کتابیں حسب استعداد ان کو دی جاتی ہیں اور سب کے بعد انتہائی کتاب کا وقت آتا ہے اور چونکہ خدا اپنی تعلیم میں گڑبڑ ڈالنا نہیں چاہتا اس لئے پیش از وقت کوئی قانون الہامی انسانوں کو نہیں دیتا کیونکہ جن تغیرات کا ابھی انسان کو علم ہی نہیں اُن تغیرات کے موافق انسان کو قانون دینا گویا اس کو سخت پریشانی میں ڈالنا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 107)

سامعین! تقریر کے آغاز پر ہم حضرت مصلح موعودؓ کا جو ارشاد سن آئے ہیں اُس میں حضورؓ نے فرمایا ہے کہ اِس مدرسہ، کالج اور یونیورسٹی کے تمام اصول و قواعد واحکام، خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ کسی کو نئے قواعد بنانے کی اجازت نہیں۔ آج مَیں اپنی تقریر کو اِسی محور کے ارد گرد رکھوں گا اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو معاشرتی، اخلاقی، سماجی اور روحانی اصول و قواعد وضوابط اور احکام نازل فرمائے ہیں۔ اُنہی میں سے چند کا ذکر کروں گا ورنہ تو یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اِس پر کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

احکامِ خداوندی کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں ہیں اور باقی سب اِس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو اور ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 26)

پیارے بھائیو! اس مدرسہ کا پہلا بنیادی اصول اللہ کی توحید پر ایمان اور اُس کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القصص آیت 89 میں فرمایا ہے۔ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اُسی کی حکومت دائمی ہے اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت کے قیام کے سب سے پہلے تو اس مدرسہ کے لئے ہر طالب علم کو اللہ کی دی ہوئی تمام ہدایات پر عمل کرنا ہے بالخصوص اُن پانچ امور کو حرزِ جان بنانا ہے جو ارکانِ اسلام میں درج ہیں۔ یعنی کلمہ طیبہ کا اقرار، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ ان تمام امور کا لُبِّ لباب محض اور محض خدا کی توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازوں کے لئے جمع ہونے والی جگہ مساجد کے حوالہ سے فرماتا ہے۔ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:19) کہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر نماز کے قیام کے سلسلہ میں مومنوں کو ہدایت فرمائی کہ نماز کو قائم کرو یقیناً یہ بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ شرک بھی ناپسندیدہ باتوں میں سے ایک ہے جو نماز کے قیام سے ایک مومن کے قریب نہیں آتا۔ ارکانِ اسلام میں بیان باقی عبادات کا بھی اگر خلاصہ نکالیں تو وہ توحید کا قیام ہے۔ یہی وہ بنیادی ستون ہیں جس پر اسلام کے مدرسہ کی عمارت کھڑی ہے۔ جس کے پرنسپل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ کے سب سے بڑے پرستار تھے۔ اللہ کو ایک مانتے تھے اور مدرسہ کے تمام باسیوں کو اِس کی تعلیم دیتے تھے۔

سامعین! اسلام کے مدرسہ کے ارکانِ اسلام کے بعد ایمانیات کی طرف آئیں تو سورۃ النساء آیت 137 کے مطابق اللہ، اُس کے رسول، اُس کی کتاب، اُس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا ہے۔ ان تمام امور پر ایمان بھی توحید باری تعالیٰ کی طرف مومن کو لے کر جاتا ہے کیونکہ اللہ کے تمام رسول اور اللہ کی تمام کتابیں توحید کا ہی سبق دیتی رہیں۔ اِسی آیت میں جو بڑی بات ہے وہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ پر نازل ہونے والی آخری کتاب پر کامل ایمان ہے۔ جو راہِ نجات ہے۔ جس میں گزشتہ صحیفوں کی ہر بہترین تعلیم موجود ہے (الاعلیٰ: 19-20) اور جس عظیم ہستی پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اُس کا فعل خدا کا فعل قرار دیا گیا (الانفال: 18) اُس کی بیعت کو اللہ کی بیعت کہا گیا (الفتح: 11) اُس کی اطاعت، اللہ کی اطاعت قرار پائی۔ (النساء: 81)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اتنا بلند تھا کہ کامل طور پر آپؐ اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے آپؐ کا آنا گویا اللہ تعالیٰ کا آنا تھا۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنا تھا۔"

(ترجمہ قرآن کریم صفحہ 920)

پیارے خدام بھائیو ! آپ خوش قسمتی سے جس مدرسہ کے طالب علم ہیں اُس کے نصاب میں سب سے اول کتاب جس کی تدریس ہوتی ہے وہ قرآن کریم ہے۔ اس مدرسہ کے پرنسپل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ کہ اُس کے اخلاق عین قرآن کے مطابق تھے۔ اس لیے قرآن کریم کو اگر سمجھنا ہے تو اپنے پرنسپل صاحب کا کردار اور چال چلن دیکھ لو۔ ہم سب کو بطور طلبہ مدرسہ اسلام کے پرنسپل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور نمونہ کو اپنا کر قرآن کریم میں بیان تمام اخلاق کو اپنانا ہو گا تا ہم بطور مربی بمعنی تربیت کرنے والے کے دوسروں کے لیے نمونہ بن سکیں۔ ہمیں نفع رساں وجود بننا ہو گا۔ ہمیں درگزر سے کام لینا ہو گا۔ لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنی ہو گی۔ ہمیں اپنی آوازوں کو دھیمار کھنا ہو گا۔ خدا کے بندوں سے شفقت اور محبت کا سلوک کرنا ہو گا۔ ایثار، صلح، رحم، صبر، عہد کو پورا کرنا اور قولِ سدید اختیار کر کے قولِ زور، بہتان تراشی، اِتہام، بدظنی، تجسس، غیبت، لغویات، تمسخر، تکبر، فسق وفجور وغیرہ کو خیر باد کہنا ہو گا۔

پیارے بھائیو! اس الٰہی مدرسہ کے طالب علموں کے فرائض میں ہدایت اور نیکی کی طرف اپنے ساتھیو کو بلانا اور انہیں نیکی کی ترغیب دلانا بھی ہے۔ گویا اصلاح وارشاد کرنا ہمارے بڑے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:105) چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو وہ بھلائی کی طرف بُلاتے رہیں۔ اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا فریضہ کا آغاز سب سے پہلے خود اپنے سے کر کے اپنے عزیز واقارب اور اپنے پیاروں کو اسلام احمدیت کی طرف دعوت دینی ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں رکھنا ہے۔ یہ اللہ کی رسی سے خلافت بھی مراد ہے۔ ایک تو وہ خلیفہ جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس نے اس مدرسہ کے پرنسپل کی معاونت کی اور گمشدہ ایمان کو از سر نو دلوں میں جاگزیں کیا۔ پھر وہ خلافت جو اس خلیفہ کے ذیل میں قائم ہوئی اور کامیابی سے اس مدرسہ کے تمام اصول وقواعد کا پابند رہ کر اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ کی اس رسی کو تھامے رکھنا ہے تا ہم اس مدرسہ کے پرنسپل سے فیض پاتے رہیں۔ اس خلافت کے فیوض میں سے خدا کی توحید کا قیام ہے۔ نمازوں کا قیام ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ رسولؐ کی کامل اطاعت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں جو نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔“

قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا، پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق وسداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(کمپوزڈبائی: منہاس محمود۔ جرمنی)